JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

تجوید و تحسین صوت کے تدبر قرآن پر اثرات: تجزیاتی مطالعہ

The impact of Tajweed and Sounds Proficiency on Meditating Quran: An Analytical Study

Hafiz Abdul Quddoos*
Graduate from the Islamic University of Madinah Al Munawwarah KSA,
M Phil scholar, Institute of Islamic studies, Punjab University Lahore

ABSTRACT

The Noble Qur'an is a message from Allah Almighty, to this Ummah .Those who read it and meditate on it reach the point of honor and exaltation of the universe that even the angels are covetous of them. In this book, "Mubin" prudence (deep understanding) has been considered the main principle. The most helpful in the deep understanding of the Qur'an is the beautiful pronunciation of the words, (articulation / recital) with which the beauty of the recitation enhances and reaches at the highest level, such that it inspires the listeners to reflect and contemplate. Sometimes the reciter makes such a "WAQF" (pause) that makes it easy to understand the interpretation of the verse .That is why it is ordered to learn the pronunciation of words and places of waqf so one can read as Prophet PBUH taught. Another thing that is helpful in deep understanding is the beautiful voice that matches with Arabic melody, not only it is a treat to ears but also heartwarming, their hearts become soft, tears of divine love and compassion fall from their eyes, it increases faith, firms the belief, fear of Allah prevails over, with the acquisition of divine love and the blessing of righteous deeds and the success of this world and hereafter is obtained. There are also some voices of Jews and Christians who recite in the tone of the transgressors or monks who chant their books to music that is forbidden because these voices harden the hearts and make them prone to temptation.

Keywords*: Understanding the Qur'an, Tajweed, Ilm ul Waqf wl Ibtida , Principle of Recitation, Roles of voice for Quran.*

CC BY

تمہید

قرآن کریم اللہ رب العزت کا کلام اور سیدھا راستہ ہے جو حکمت اور ہدایت کا سرچشمہ اور نور مبین ہے، جیسا کہ باری تعالی نے فرمایا: " اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ وَ يُبَشِّرُ الْمُؤْمِنِيْنَ الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا كَبِيْرًا" 1 بے شک یہ قرآن اس (راستے) کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو سب سے سیدھا ہے اور ان ایمان والوں کو جو نیک اعمال کرتے ہیں، خوشخبری دیتا ہے کہ یقینا ان کے لیے بہت بڑا اجر ہے۔ سو قرآن ہی دنیا اور اہل دنیا کی اصلاح کی اساس اول ہے، جیسے اس کے بغیر آخرت میں کچھ نہیں اسی طرح دنیا میں بھی اس کے بغیر گمراہی ہی ہے۔ اس لیے آج امت کو قرآن کی طرف لوٹنے، اس کی تلاوت کرنے اس کی آیات میں تدبر کرنے اور عمل کرنے کی سخت ضرورت ہے، جیسا کہ ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ طاہرہ مطہرہ سے کسی نے اللہ کے رسول ﷺ کے اخلاق کے متعلق سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: "**الست تقرأ القرآن؟فان خلق نبی اللہ کان القرآن.**"[2] کیا تم قرآن نہیں پڑھتے ؟ اللہ کے نبی ﷺ کا اخلاق قرآن ہی تو تھا۔ چنانچہ حدیث میں بیان تلاوت قرآن کا مطلب یہ ہے کہ اس پر عمل کیا جائے، اس کی مقرر کردہ حدود سے رکا جائے، اس کے آداب کو اپنایا جائے اس کے بیان کردہ واقعات اور قصص سے عبرت حاصل کی جائے، اس میں تدبر کیا جائے اور اس کی اچھی تلاوت کی جائے۔

اس لیے آج تلاوت قرآن میں تجوید کے ساتھ تدبر کی بھی ضرورت ہے۔ قرآن فہمی یا تدبر میں سب سے زیادہ معاون الفاظ کی وہ خوبصورت ادائیگی ہے جس سے تلاوت کا حسن اپنی خوشبو کو چہار سو پھیلاتا ہے کہ سننے والے کے دماغ میں تفکر و تدبر کے دریچے کھلتے ہیں۔ بسا اوقات قاری ایسا وقف کرتا ہے جس سے آیت کی تفسیر سمجھنا آسان ہو جاتی ہے۔ اسی لیے الفاظ کی ادائیگی، وقف کے مقامات سیکھنے کا حکم دیا گیا کہ تم اس طرح پڑھو جیسے تمہیں سکھایا جاتا ہے۔ اس عظیم کلام میں تدبر میں معاون حسن صوت بھی ہے کہ قاری جب معانی کا لحاظ رکھتے ہوئے آوزوں کی وہ لے اختیار کرتا ہے جو عربی لحن کے موافق ہوتی ہے تو سامعین کے کانوں میں رس گھولنے کے ساتھ ان کے دلوں تک بھی پہنچتی ہے جس سے دل نرم ہوتے ہیں، آنکھوں سے محبت و خشیت الہی کے آنسو گرتے ہیں جس سے ایمان بڑھتا ہے، یقین پختہ ہوتا ہے، دل نرم ہوتے ہیں، خشیت طاری ہوتی ہے، محبت الہی کا حصول اور عمل صالح کی توفیق ملنے کے ساتھ دنیا و آخرت کی کامیابی ملتی ہے۔ کچھ ایسی آوازیں بھی ہیں جو یہود و نصاری کی ہیں جو فاسقوں کے لہجے میں پڑھتے ہیں یا وہ راہب جو طرز موسیقی پر اپنی کتابوں کو گاتے ہیں سے منع کیا گیا کہ یہ آوزیں دلوں کو سخت کرتی ہیں اور انہیں فتنے کا شکار کرتی ہیں۔ اسی حوالے سے اس تحریر میں ذکر کیا جائے گا کہ تدبر قرآن میں معاون امور کون سے ہیں اور ان کو کس طرح تدبر و تفہیم قرآن میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور وہ کون سے امور ہیں جو تدبر قرآن میں مانع ہیں اور ان سے نبی کریم ﷺ نے منع فرما دیا ہے۔

اس موضوع پر لکھنے کی ضرورت اور اسباب

۱۔ نبی کریم ﷺ پر قرآن کریم مجودۃ نازل کیا گیا۔ جیسا کہ سورہ اسراء میں ہے: "وَ قُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا"[3] اور عظیم قرآن، ہم نے اس کو جدا جدا کرکے (نازل) کیا، تا کہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کریں اور ہم نے اسے نازل کیا، (تھوڑا تھوڑا، بتدریج) نازل کرنا۔

۲۔ قرآن اپنی قراءت کے حوالے سے خصوصیت رکھتا ہے سو **تجوید** واداء قرآن کے خصائص میں سے ہے۔ جب بھی تلاوت کو اس خصوصیت سے جدا کیا جائے گا تو وہ اللہ کے رسول ﷺ سے سیکھی گئی تلاوت سے موافقت نہیں کرے گی۔

۳۔ عصر حاضر میں تدبر قرآن کی اہمیت کو سمجھنے اور پھر اسے اپنی زندگی میں نافذ کرنے اور امت کی اصلاح عزت اور قوت کے لیے ضروری ہے۔ اگرچہ صرف تلاوت میں اجر وثواب ہے لیکن قرآن کے نزول کا مقصد صرف یہ نہیں ہے بلکہ تدبر ایک شرعی وجوب ہے جو تلاوت کا ثمرہ اور مقصود ہے۔

۴۔ آج امت نے قرآن کی تلاوت کو ہی صرف اس کے نزول کا مقصد سمجھ لیا ہے اور اس کے تدبر کے ساتھ تعلق کو بھلا دیا ہے

۵۔ ہمارے ہاں ایک غلط تصور پایا جاتا ہے کہ تجوید کے ساتھ قرآن کی تلاوت تأمل و تدبر سے غافل کر دیتی ہے کیونکہ بندہ بس الفاظ کی بناوٹ پر ہی زور دے رہا ہوتا ہے جبکہ یہ ایک غلط سوچ ہے۔ تجوید تو تدبر قرآن میں معاون و مددگار ہے۔ پڑھنے اور سننے والے التلاوۃ مع التجوید سے تدبر کے ساتھ نہ بیان کی جانے والی لذت بھی محسوس کرتے ہیں۔

تلاوت قرآن میں تجوید کی اہمیت

لفظ تجوید فعل (جوّد) کا مصدر ہے جیسے کہا جائے "**جودت الشئ تجويدا**" تو اس کا لغوی معنی: کسی چیز کو خوبصورت بنانا ہے۔ اصطلاح میں اس سے مراد: قرآن کے ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے ادا کرتے ہوئے صفات لازمہ اور صفات عارضہ میں سے اس کا حق دینا۔ **امام ابن جزری فرماتے ہیں:** تجوید تلاوت کا زیور اور قراءت کی زینت ہے اور وہ یہ ہے کہ حروف کو ان کا پورا حق دیا جائے۔ جس میں افراط و تفریط اور تکلف نہ ہو۔[4]

لہذا تجوید ان اصول و قواعد کا علم ہے جن کے ذریعے الفاظ قرآن کی ادائیگی کی کیفیت کی معرفت حاصل کی جائے جس طرح وہ اللہ کے رسول ﷺ پر نازل کیا گیا۔ اور وہ قراءۃ مجودۃ کا اہتمام ہے جس میں ہر حرف کو اس کا حق دینے کے ساتھ افراط و تفریط اور تکلف کا شکار نہ ہو جائے۔

احکام تجوید کو سیکھنے اور قراءت قرآن میں ان کی تطبیق کا حکم

تلاوت قرآن میں احکام تجوید کو اپنانے کا وصف اللہ کے رسول ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسے اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل امین سے بالمشافہ سیکھا ہے کیونکہ آثار میں جو طریقہ قراءت اللہ کے رسول ﷺ سے مروی ہے وہ تجوید سے مزین ہے۔ یہ کوئی اہل فن کا اختراع نہیں ہے بلکہ یہ مشافھۃ سیکھا جانے والا ایک سلسلہ ہے۔ اللہ کے رسول نے جبریل سے سیکھا، آپ ﷺ سے اصحاب رسول نے سیکھا، اصحاب رسول سے تابعین نے پھر یہ سلسلہ آج تک جاری ہے۔ اور اس کے اثبات میں کتب احادیث و سیرۃ میں مرویات کی تعداد بہت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رضي اللہ عنہ پر سورۃ **بینہ**

کی تلاوت فرمائی سو انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ سے مشافہۃ سیکھا۔ پھر اصحاب رسول ﷺ نے اسے آگے سیکھایا جیسے حضرت عبداللہ بن مسعود ایک شخص کو"**انما الصدقات للفقراء والمساكين**" آیت پڑھا رہے تھے تو اس نے لفظ "الفقراء" پر مد کو چھوڑ دیا تو اس پر ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اللہ کے رسول ﷺ نے اس طرح نہیں پڑھایا۔ تو اس شخص نے پوچھا کہ پھر آپ کو اللہ کے رسول ﷺ نے کیسے پڑھایا؟ تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے یہ آیت اس طرح مد کے ساتھ پڑھائی گئی ہے۔[5]

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"**ان رسول الله ﷺ يامركم ان تقرؤوا كما علمتم**"[6]

بے شک اللہ کے رسول نے تمہیں حکم دیا ہے کہ تم اس طرح پڑھو جس طرح تم سکھائے گئے ہو۔

گویا کہ احکام تجوید کو تلاوت قرآن میں اپنانے کا حکم اللہ کے رسول ﷺ نے دیا ہے۔ جسے اللہ کے رسول ﷺ نے جبریل سے سیکھا پھر اصحاب رسول نے نبی کریم سے پھر تابعین نے اصحاب رسول ﷺ سے۔ اس لیے تجوید بھی تلاوت میں اسی طرح اہم ہے جس طرح اس میں بیان کیے گئے احکام یعنی کہ تلاوت سے حاصل ہونے والا تدبر۔

تلاوت قرآن میں تدبر کی اہمیت کیا ہے؟

تدبُّر: تدبَّرَ، "باب تفعّل" سے ماخوذ ہے جس کا مادہ 'دبر' ہے۔ اس کا مطلب ہے: کسی چیز کی انتہاء یا اس کا انجام۔

لفظ 'تدبّر' چونکہ باب تفعّل کا صیغہ ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ کسی چیز کو تکلف اور جہد مسلسل سے حاصل کرنا جیسا کہ کسی معاملہ میں بارہا غور کر کے نتیجہ اخذ کرنا۔ قرآن میں ہے:

"اَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ اَمْ جَآءَهُمْ مَّا لَمْ يَاْتِ اٰبَآءَهُمُ الْاَوَّلِيْنَ"[7]

کیا انہوں نے اس قرآن میں غور و فکر کر کے فہم حاصل نہیں کیا یا آچکی ہے ان کے پاس وہ چیز جو ان کے پہلے باپ دادا پر نہیں آئی؟

گویا تدبر کسی چیز میں غور و فکر کے بعد اس کے انجام تک پہنچنا ہے۔ تدبر قرآن کا حکم قرآن کریم میں چار جگہ آیا ہے جس کا حکم مومنین، منافقین اور کفار کو شامل ہے۔ منافقین کو تدبر کرنے کا حکم ان دو آیات میں دیا گیا: "اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۭ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا "[8] تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے، اور اگر وہ رب تعالی کے علاوہ کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے۔ "اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰي قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا "[9] تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے، یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟ اور یہ استفہام انکاری ہے جو زجر و توبیخ کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ جس کا مطلب ہے کہ یہ منافقین وحی الہی سے کیوں اعراض کیے ہوئے ہیں حالانکہ ان پر دن رات اللہ کے رسول تلاوت فرماتے ہیں اور اللہ کے رسول کا پڑھنا کوئی عام تو نہیں ہو سکتا، وہ ایسا پڑھنا ہے جو تجوید اور حسن صوت کا مجموعہ اور تدبر کا منبع ہے۔ لیکن اگر

کسی کے دل پر تلاوت میں موجود ان اوصاف کے باوجود بھی قرآن اثر نہیں کرتا تو وہ پھر اپنا انجام سوچ لے۔ رہے کفار تو ان کے متعلق بھی دو آیات وارد ہوئی ہیں: "أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا۟ ٱلْقَوْلَ أَمْ جَآءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ ءَابَآءَهُمُ ٱلْأَوَّلِينَ" [10] تو کیا انھوں نے بات (اس کلام) میں غور و فکر نہیں کیا، یا ان کے پاس وہ چیز آئی ہے جو ان کے پہلے باپ دادا کے پاس نہیں آئی۔

"كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ" [11] یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے آپ کی طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور تاکہ اہل عقل نصیحت حاصل کریں۔ اب تیسرا گروہ ایمان والوں کا ہے تو ان کے حق میں تدبر واجب کی حیثیت رکھتا ہے۔ وہ اس کا حکم دیے گئے ہیں اور وہ اس خطاب میں بالاولی داخل ہیں کیونکہ وہ اس تدبر سے فائدہ حاصل کرنے والے ہیں۔

تدبر قرآن کیوں ضروری ہے؟

اللہ رب العزت نے قرآن کریم کو تمام لوگوں کی اصلاح کے لیے نازل فرمایا جیسے کہ ارشاد باری تعالی ہے: "وَ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ" [12] اور ہم نے تجھ پر کتاب نازل نہیں کی، مگر اس لیے کہ آپ ان کے لیے وہ بات واضح کر دیں جس میں انھوں نے اختلاف کیا ہے اور جو ایمان لاتے ہیں ان کے لیے یہ باعث ہدایت اور رحمت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالی نے بیان فرمادیا ہے کہ قرآن کے نازل کرنے کا مقصد اس پر عمل کرنا اور اس کی تعلیمات کو اپنانا ہے اور یہ چیز قرآن میں تدبر، تأمل اور غور و فکر کرنے سے ہی حاصل ہو سکتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: "كِتَٰبٌ أَنزَلْنَٰهُ إِلَيْكَ مُبَٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا۟ ءَايَٰتِهِۦ وَلِيَتَذَكَّرَ أُو۟لُوا۟ ٱلْأَلْبَٰبِ" [13] یہ ایک کتاب ہے، ہم نے اسے آپ طرف نازل کیا ہے، بہت بابرکت ہے، تاکہ وہ اس کی آیات میں غور و فکر کریں اور اس لیے کہ عقل والے نصیحت حاصل کریں۔

لہذا جس طرح ادائیگی حروف میں اہتمام کے ساتھ تلاوت عبادت ہے اسی طرح اس میں غور و فکر اور تدبر بھی عبادت ہے۔

اور قرآن کے نزول کا مقصد صرف الفاظ کی تلاوت هي نہیں بلکہ اس میں تدبر کے بعد عمل کرنا بھی مقصود ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: "رَبَّنَا وَ ابْعَثْ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِكَ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْحِكْمَةَ وَ يُزَكِّيْهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ" [14] اے ہمارے رب! اور آپ انہیں میں سے ایک رسول ان کی طرف بھیجیے جو ان پر تیری آیتیں پڑھے اور انھیں کتاب و حکمت سکھائے اور انھیں پاک کرے، بے شک تو ہی سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔

تلاوت اور تدبر کا باہم ربط یا ان کا ایک ساتھ سیکھنا اللہ کے رسول ﷺ کے اس فرمان سے بھی ظاہر ہے کہ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِي بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِ اللَّهِ يَتْلُونَ كِتَابَ اللَّهِ وَيَتَدَارَسُونَهُ بَيْنَهُمْ إِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمْ السَّكِينَةُ وَغَشِيَتْهُمْ الرَّحْمَةُ وَحَفَّتْهُمْ الْمَلَائِكَةُ وَذَكَرَهُمْ اللَّهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ" [15]

اور جو لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور اس کی تعلیم میں مصروف ہوتے ہیں ان پر سکینت نازل ہوتی ہے اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں اور اللہ ان کا ذکر اپنے پاس موجود فرشتوں میں کرتے ہیں۔

تدبر قرآن کے فوائد

۱۔ علم میں اضافہ ۲۔ ایمان کا زیادہ ہونا ۳۔ یقین کا پختہ ہونا ۴۔ دلوں کا نرم ہونا

۵۔ اللہ کی خشیت طاری ہونا ۶۔ اللہ کی محبت حاصل ہونا ۷۔ عبرت و نصیحت حاصل ہونا ۸۔ عمل کی توفیق حاصل ہونا

۹۔ دنیا و آخرت میں حقیقی سعادت حاصل ہونا۔ کیونکہ تلاوت کرنے والا بسا اوقات صرف مومن ہی نہیں ہوتا بلکہ منافق یا فاجر بھی ہوتا ہے، تو جب تلاوت کرنے والا اللہ کی آیات میں غور و فکر کرے گا اور اس پر عمل کرے گا تو اس کی تلاوت پھر فاجر یا عملی منافق والی تلاوت نہیں ہوگی بلکہ ایک سچے مومن کی تلاوت ہوگی۔

ترک تدبر کے نقصانات

۱۔ تدبر کو ترک کرنے والا عمل سے خالی ہوتا ہے ۲۔ تدبر نہ کرنے والا اکثر منافق یا فاجر ہوتا ہے جیسا کہ آیات ذکر کر چکا ہوں۔ اور یہ مندرجہ ذیل حدیث سے بھی ظاہر ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ مَثَلُ الْأُتْرُجَّةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا طَيِّبٌ وَمَثَلُ الْمُؤْمِنِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ التَّمْرَةِ طَعْمُهَا طَيِّبٌ وَلَا رِيحَ لَهَا وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الرَّيْحَانَةِ رِيحُهَا طَيِّبٌ وَطَعْمُهَا مُرٌّ وَمَثَلُ الْفَاجِرِ الَّذِي لَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ كَمَثَلِ الْحَنْظَلَةِ طَعْمُهَا مَرٌّ وَلَا رِيحَ لَهَا"[16]

وہ مومن جو قرآن کریم پڑھتا ہے اس کی مثال ترنج کی ہے کہ اس کی خوشبو بھی پاکیزہ ہے اور اس کا ذائقہ بھی عمدہ ہوتا ہے اور وہ مومن جو قرآن کریم پڑھتا نہیں ہے اس کی مثال کھجور کی سی ہے کہ اس کا ذائقہ تو عمدہ ہوتا ہے لیکن اس کی کوئی خوشبو عمدہ نہیں ہے اور اس فاسق و فاجر آدمی کی مثال جو قرآن کریم پڑھتا ہے ریحانہ کے پھل کی طرح ہے کہ اس کی خوشبو عمدہ ہوتی ہے لیکن اس کا ذائقہ کڑوا ہوتا ہے اور وہ فاجر آدمی جو قرآن کریم کی تلاوت نہیں کرتا اس کی مثال حنظلہ کی ہے کہ اس کا ذائقہ بھی کڑوا ہوتا ہے اور خوشبو بھی کچھ نہیں ہوتی۔

۳۔ تدبر کو ترک کرنے والا خیر کثیر سے بھی محروم ہو جاتا ہے۔

اہمیت تدبر میں مزید ایک حدیث مندرجہ ذیل ہے:

> حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے ایک رات اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ قیام کیا تو آپ ﷺ نے سورۃ البقرۃ کی تلاوت فرمائی، جب بھی آپ ﷺ کسی رحمت والی آیت سے گزرتے تو رک کر سوال کرتے اور جب آپ ﷺ عذاب والی آیت سے گزرتے تو رک کر پناہ مانگتے[17]

مندرجہ بالا آیات اور احادیث کی روشنی میں تدبر کی اہمیت واضح ہو گئی ہے۔**والحمدللہ علی ذالک**۔ اب تجوید کا تدبر قرآن میں اثر کا ذکر کرتا ہوں اور اللہ سے توفیق کا سوال کرتا ہوں۔

تجوید کا تدبر قرآن سے کیا تعلق ہے اور یہ تدبر قرآن میں کیا اثر رکھتی ہے؟

رب العزت نے عربی زبان کو اپنی وحی کے اظہار کے لیے منتخب فرمایا کیونکہ یہ زبانوں میں سب سے زیادہ فصیح اور پر اثر ہے چنانچہ رب تعالی نے قرآن کے عربی میں نازل کرنے کا ذکر فرماتے ہوئے اس طرف بھی اشارہ فرمایا کہ اس کی آیات میں تدبر کر کے اللہ سے ڈرا جائے جیسے کہ سورۃ الشعراء میں ہے: "نَزَلَ بِهِ الرُّوْحُ الْاَمِيْنُ عَلٰى قَلْبِكَ لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُنْذِرِيْنَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ" [18] جسے امانت دار فرشتہ (جبریل) لے کر اترا ہے۔ آپ کے پاکیزہ دل پر، تاکہ آپ ڈرانے والوں میں سے ہو جائیں، واضح عربی زبان میں۔ گویا کہ فصیح زبان اور تصحیح حروف کا تعلق تدبر سے ہے اور زبان کی فصاحت و تصحیح حروف، تجوید سے منسلک ہے اور علم تجوید بنیادی طور پر دو چیزوں کا مجموعہ ہے اور وہ مخارج الحروف اور ان کی صفات ہے۔

چنانچہ تلاوت قرآن میں جو احکام تجوید کا خیال نہیں رکھتا تو وہ ضرور لحن جلی یا لحن خفی کا شکار ہو گا پھر وہ قرآن کی اس ادا سے عاجز آجائے گا جس کا مطالبہ کیا گیا ہے۔ اس لیے قواعد تجوید خصوصا مخارج الحروف اور صفات الحروف قرآن کی عربیت و فصاحت کے محافظ ہیں۔ قراءت قرآن میں تجوید کو ترک کرنے والا جب الفاظ کو ان کی عربیت سے پھیر دے گا تو وہ قرآن کے تدبر فہم اور تاثیر تک کیسے پہنچ سکتا ہے؟ جیسے کوئی الحمدللہ کو الھمدللہ بول دے، سو قراءت مجودہ ہی ہے جو قرآن کی اس فصاحت کی محافظ ہے جس میں وہ نازل ہوا اور یہی تدبر میں معاون ہے جو قاری قرآن کو اونچا مقام عطا کرتی ہے کہ وہ فرشتوں کی صف میں جا ملتا ہے جیسے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

"الْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِي يَقْرَأ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ"[19]

جو شخص قرآن کے پڑھنے میں ماہر ہو، وہ معزز اور نیک فرشتوں کے ساتھ ہو گا اور جو شخص قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہو اور اسے پڑھنے میں مشقت ہوتی ہو تو اس کو دوگنا ثواب ہے۔

گویا ماہر وہ ہے جو اپنے حفظ اور تجوید میں پختہ ہو کہ وہ اپنی قراءت کو لحن جلی اور لحن خفی سے محفوظ رکھتا ہو اور اس بات میں کوئی شک نہیں کہ الفاظ کی صحیح ادائیگی فہم میں اضافہ کرتی ہے اور تدبر پر معاون ثابت ہوتی ہے اور جتنا قرآن کو تجوید و تصحیح کے ساتھ پڑھا جائے گا تو سننے والا اتنا ہی محظوظ ہو گا، دوران قراءت اس کا دل نرم ہو جائے گا، چاہے پڑھنے والا خوبصورت آواز نہ ہی دیا گیا ہو۔ اگرچہ حسن صوت بھی تدبر قرآن میں اضافے کا باعث ہے جس کا تذکرہ آئندہ صفحات میں کروں گا۔ لیکن مجرد حسن صوت جو قواعد تجوید سے خالی ہو تو وہ لحن کا شکار ہو جائے گی جو تدبر میں معاون نہیں ہو گی لیکن جب تجوید کے ساتھ حسن صوت جمع ہو جائے تو پھر نور علی نور ہو جاتا ہے جیسے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

" مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍ "[20].

جو شخص پسند کرتا ہے کہ قرآن کو بالکل اسی طرح پڑھے جس طرح وہ نازل کیا گیا تو اسے چاہیے کہ اس کو ابن ام عبد کی قرأت پر پڑھے۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو حروف کی تصحیح و ادائیگی اور ترتیل کا ایسا فن دیا گیا تھا کہ خود اللہ کے رسول ﷺ نے ان سے قرآن سننا پسند کیا اس لیے تو ان کی قراءت نے اللہ کے رسول ﷺ کو بھی رلا دیا کہ آپ ﷺ کی آنکھیں بہہ پڑیں۔ **صلوة الله وسلامه عليه وعلى اصحابه.**

ابن جزری فرماتے ہیں:

اللہ کی سنت ہے کہ قرآن کو تجوید کے ساتھ صحیح پڑھا جائے جس طرح وہ نازل کیا گیا ہے کہ جس کے پڑھے جانے سے کان لذت محسوس کریں، دل ڈر جائیں۔ یہ انداز تلاوت تو اللہ کے رازوں میں سے ایک راز ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ ہم نے اپنے ایسے شیوخ بھی دیکھے کہ جن کی آواز کوئی اتنی اچھی نہیں تھی نہ کوئی انہوں نے فنون و الحان سیکھ رکھے تھے مگر وہ ادا میں ماہر تھے سو جب وہ پڑھتے تھے تو سننے والے کو خوش یا اس پر سحر طاری کر دیتے، دلوں کو کھینچ لیتے اور لوگوں کا جم غفیر جو عام و خاص عرب و عجم پر مشتمل ہوتا ان کی تلاوت پر جمع ہو جاتا جو کسی دوسرے پر جمع نہ ہوتا جو مقامات والحان کو جاننے والا ہوتا اس لیے کہ وہ قواعد تجوید سے نکل جاتا۔[21]

شرعی ضوابط پر کی جانے والی تلاوت ہی تدبر قرآن میں معاون ہے

قرآن کی عظمت کی وجوہات میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تعالی نے اس کی قراءت کی کیفیت کی معرفت میں بندوں کے لیے اجتہاد کی گنجائش نہیں چھوڑی بلکہ اسے پوری طرح واضح فرما دیا اور جب جبریل امین علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کو پڑھاتے اور آپ ﷺ اس میں جلدی فرماتے تو اللہ تعالی نے اس سے منع فرما دیا اور حکم دیا:

"لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهِ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَ قُرْاٰنَهٗ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ"[22]

آپ اس کے ساتھ اپنی زبان کو تیزی سے حرکت نہ دیں، تاکہ اسے جلدی حاصل کر لیں۔ بلاشبہ اس کو جمع کرنا اور (آپ کا) اس کو پڑھنا ہمارے ذمے ہے۔ تو جب ہم اسے پڑھیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کر۔ پھر بلاشبہ اسے واضح کرنا ہمارے ذمے ہے۔

اس طرح جبریل امین اللہ کے رسول ﷺ کو ہر سال ایک مرتبہ رمضان میں مشافهة پڑھاتے اور آپس میں دور فرماتے اور جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ نے دو مرتبہ جبریل امین کے ساتھ دور فرمایا۔ پھر نبی کریم ﷺ نے یہی طریقہ اپنے اصحاب میں جاری فرمایا، آپ ﷺ ان پر پڑھتے اور پھر ان سے سنتے۔ اور اس بارے میں نصوص کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ امام دانی رحمہ اللہ نے عاصم بن بھدلہ کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: میں نے طفیل بن ابی بن کعب سے

کہا: تمہارے والد اللہ کے رسول کی اس حدیث کا کیا مطلب لیتے تھے "امرت ان اقرا علیك القران"؟ تو انہوں نے کہا: ' تا کہ وہ مجھ پر پڑھیں اور میں ان سے الفاظ لے لوں۔ پھر **امام دانی نے اس خبر پر یہ ذکر فرمایا:** یہ حدیث الفاظ کو تجوید کے ساتھ ادا کرنے کی معرفت کے وجوب پر اور حروف کو ان کی ھیئت وصفت پر پڑھنے کی معرفت پر دلیل ہے۔ اور یہ ہر قاریٔ قرآن پر لازم ہے کہ وہ اسے حاصل کرے اور سیکھے، اس وجہ سے کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ کی اقتداء ہے جس کا حکم دیا گیا ہے[23]

قراءت سنت **متبعة** ہے جسے ہر دوسرا پہلے سے **مشافهة** حاصل کرتا ہے اور اس میں اجتہاد کی کوئی گنجائش نہیں۔ پھر جب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ قراءت مجودہ ہی سنت ہے اور اس کے علاوہ ابتداع ہے تو پھر سنت کے مخالف قراءت سے تدبر و تاثر کیسے حاصل کیا جا سکتا ہے؟ اور وہ قراءت جس میں احکام تجوید کو چھوڑ دیا جاتا ہے وہ **ناقصة البركة** ہے کیونکہ قاری کتاب اللہ کی اس طرح تلاوت نہیں کر رہا جس طرح کرنے کا حق ہے۔ فرمان باری تعالی ہے:

"اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ؕ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ"[24]

وہ لوگ جنھیں ہم نے کتاب دی ہے، اسے پڑھتے ہیں جیسے اسے پڑھنے کا حق ہے، یہی وہ لوگ ہیں جو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور جو لوگ بھی اس کے ساتھ کفر کریں گے تو وہی لوگ خسارہ اٹھانے والے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، تلاوت کا حق یہ ہے: اس کے حلال کو حلال جانا جائے اس کے حرام کو حرام مانا جائے، اسے اس طرح پڑھا جائے جس طرح وہ نازل ہوا، کسی کلمہ کو اس کے اصل مفہوم سے نہ پھیرا جائے اور کسی کلمہ کی غلط تاویل نہ کی جائے۔[25]

امام غزالی فرماتے ہیں: تلاوت قرآن کا حق یہ ہے کہ اس دوران زبان، عقل اور دل سب شریک ہوں، پس اس میں **زبان کا حصہ یہ ہے:** بالترتیل حرف کی تصحیح ہو، **عقل کا حصہ یہ ہے:** معانی کی تفسیر ہو، **دل کا حصہ یہ ہے:** تدبر واثر کا حصول اور اس کا نرم پڑ جانا۔ لہذا ایسی تلاوت میں انسان کی زبان تلاوت کرتی ہے، عقل ترجمہ کرتی ہے اور دل نصیحت حاصل کرتا ہے۔[26] علماء نے تجوید کے بغیر کی جانے والی قراءت کو لحن شمار کیا ہے اور ایسے قاری کو لحّان کہا ہے۔ یہاں طوالت کے پیش نظر میں لحن کی تفصیلات ذکر نہیں کر سکتا۔ اس کے لیے کتب تجوید کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔

خلاصہ بحث یہ ہے کہ شریعت نے تلاوت کو اس کا حق دینے کا حکم دیا ہے کیونکہ قرآن **مجودة** نازل کیا گیا، مشافھۃ سیکھا اور سکھایا گیا ہے جو اس کی مخالفت کرے گا وہ لحن کا شکار ہو گا اور ایسی قراءت سنت کے مخالف ہو گی اور جو قراءت سنت کے مخالف ہو وہ تدبر و تامل سے بھی خالی ہوتی ہے۔

مراتب تلاوت کا تدبر قرآن میں اثر

مراتب تلاوت سے مراد اسالیب تلاوت ہیں یعنی وہ اسالیب جن میں قواعد التجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے الفاظ کو آہستہ یا جلدی ادا کرنا۔ اور یہ مراتب تین ہیں:

1۔ تحقیق 2۔ حدر 3۔ تدویر، بعض نے ایک چوتھے مرتبے 'الترتیل' کا بھی اضافہ کیا ہے۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں: کلام اللہ کو تحقیق، حدر اور ان کی درمیانی حالت تدویر یا توسط کے ساتھ عربی لہجے میں اور خوبصورت آواز میں حسب استطاعت پڑھنا چاہیے۔

التحقیق

تحقیق یہ ہے کہ ہر حرف کو اس کا پورا حق اس طرح دیا جائے کہ تجوید میں اس کی مقرر حد سے نہ بڑھا جائے۔ **تحقیق**، مراتب تلاوت میں وہ پہلا مرتبہ ہے جس میں آہستگی باقی تمام کی نسبت زیادہ ہے۔ اور یہ مرتبہ عام طور پر طلبا کو سکھانے یا محافل میں کی جانے والی تلاوت میں استعمال کیا جاتا ہے۔ امام دانی رحمہ اللہ نے نبی کریم ﷺ کی قراءت کے متعلق حدیث سے استدلال کیا ہے کہ آپ کی تلاوت مرتبہ تحقیق میں ہوا کرتی تھی۔[27] چنانچہ تحقیق تو ایک تصحیح الفاظ کا وسیلہ ہے جس میں افراط، تمطیط اور ادائیگی حرکات میں مبالغہ نہ ہو۔

حدر

یہ ہے کہ تلاوت کرتے ہوئے ادائیگی حروف میں اس طرح جلدی کی جائے کہ احکام تجوید میں سے کوئی قاعدہ نہ چھوٹے۔ **عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:** نبی کریم ﷺ جب تلاوت فرماتے تو حرف بہ حرف ترتیل سے ادا فرماتے ہیں اور کبھی آپ حدر میں یعنی حرف کی ادائیگی میں جلدی فرماتے۔ یہ وہ مرتبہ ہے جس میں قواعد تجوید کا لحاظ تجوید کا ماہر استاذ ہی رکھ سکتا ہے۔ امام ابن مجاہد سے کسی نے سوال کیا کہ لوگوں میں سے قاری کون ہے تو انہوں نے فرمایا: "من حقق فی حدر" جس نے حدر میں تحقیق کی یعنی قواعد تجوید کا لحاظ رکھا کہ ہر حرف کو اس کا پورا حق دیا جبکہ وہ پڑھ بھی تیز رہا ہو۔

التدویر

یہ ہے کہ مرتبہ تحقیق اور حدر کے درمیان پڑھنا، قواعد تجوید کا لحاظ رکھتے ہوئے نہ جلدی پڑھنا اور نہ ہی بالکل آہستہ۔ ان مراتب کا تدبر تلاوت میں اثر پڑھنے اور سننے والے کی حالت پر منحصر ہے اور یہ مراتب نبی کریم ﷺ سے ثابت ہیں اگرچہ آپ کی اکثر قراءت مرتبہ تحقیق (ترتیل) میں ہوا کرتی تھی جیسے کہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّ نَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا"[28]

اور عظیم قرآن، ہم نے اس کو جدا جدا کر کے (تدریجا نازل) کیا، تا کہ آپ اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور ہم نے اسے نازل کیا، (تھوڑا تھوڑا) نازل کرنا۔

گویا کہ آہستہ اور تصحیح حروف کے ساتھ پڑھنا قرآن کا مطالبہ ہے۔ چنانچہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اللہ کے رسول کی تلاوت کی صفات میں فرمایا: "مفسرة حرفا حرفا" آپ ﷺ کی قراءت کا ہر حرف جدا جدا ہوتا تھا۔ اور ام المومنین سیدہ حفصہ فرماتی ہیں: "کان یقرا بالسورة فیرتلها حتی تکون اطول من اطول منها"[29] آپ ﷺ سورت کی قراءت

کرتے تو اسے ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ سورت لمبی سے لمبی ہو جاتی۔ اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **"كان يمد صوته مدا"**[30] آپ ﷺ ان الفاظ کو کھینچ کر پڑھتے تھے جن میں مد ہوتی تھی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تلاوت مجودۃ قرآن میں تدبر، تأمل اور تاثر میں بہت معاون ہے۔

امام ابن جزری فرماتے ہیں: اہل علم میں اس بارے میں اختلاف ہے کہ کیا ترتیل کے ساتھ کی گئی تھوڑی تلاوت افضل ہے یا حدر کے ساتھ کی گئی زیادہ قراءت؟ بعض اہل علم کے نزدیک زیادہ کی جانے والی قراءت افضل ہے کیونکہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: **"من قرأ حرفا من كتاب الله فله حسنة والحسنة بعشر امثالها"** .[31] جس نے قرآن مجید میں سے ایک حرف پڑھا اسے اس کے بدلے ایک نیکی دی جائے گی اور ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے۔ لیکن سلف صالحین سے مروی آثار سے جو معلوم ہوتا ہے اوراسی طرح جو صحیح رائے ہے وہ یہ ہے کہ ترتیل اور تدبر کے ساتھ کی جانے والی تھوڑی قراءت بغیر تدبر کے کثیر سے بہتر ہے۔ کیونکہ قرآن کا مقصود بھی یہ ہے کہ اس کو سمجھا جائے، غور و فکر کیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔[32]

آئمہ قراءات میں سے کسی کا یہ قول بہت اعلی اور مناسب ہے

ترتیل اور تدبر سے حاصل ہونے والا اجر و ثواب اور اثر اپنی قدر اور عظمت میں بہت اعلی ہے جبکہ کثرت قراءت کا اجر تعداد میں اعلی ہے۔ پہلا ایسے ہے جیسے اس نے قیمتی خزانہ یا ہیرے جواہرات خرچ کیے جبکہ دوسرا ایسے ہے کہ جیسے اس نے بہت سے دراہم خرچ کیے۔

ابو حامد غزالیؒ فرماتے ہیں:

> یہ جان لینا ضروری ہے ترتیل صرف تدبر کے لیے مستحسن نہیں ہے بلکہ عام احوال میں بھی مستحسن ہے کیونکہ ایک عجمی جو قرآن کے معانی سے واقف نہیں ہوتا تو اس کے لیے ترتیل اور ٹھہراؤ سے پڑھنا زیادہ مستحب ہے کیونکہ یہ انداز اس کے دل پر اثر کرنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔[33]

احادیث رسول اور آثار سلف کا مطالعہ اور ان میں تامل کرنے کے بعد اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ تدبر کو ترتیل سے بالخصوص اور تدویر وحدر سے بالعموم جدا نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن پھر بھی یہ معاملہ قاری پر چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ تدبر قرآن میں کوئی بھی طریقہ اختیار کرنا چاہے تو وہ کر سکتا ہے لیکن وہ قواعد تجوید سے باہر نہ ہو۔ تدبر قرآن میں مراتب تلاوت اس لیے بھی معاون ہیں کہ جب یہ پڑھنے والے کے اختیار اور انداز کو بھا جائیں تو ان کا اثر دلوں تک پہنچتا ہے تو جب یہ دلوں کے دروازے کھول لیتا ہے تو پھر دل تدبر پر ضرور آمادہ ہوتا ہے۔ بسا اوقات پڑھنے والا ان مراتب کے اختیار میں غلطی کر بیٹھے تو وہ تلاوت کے حسن کو کھو دیتا ہے پھر وہ تدبر پر بھی اثر انداز ہوتا ہے جیسا کہ حدر میں پڑھنے والا غلطیاں کرنا شروع کر دے یا ترتیل میں پڑھنے والا تکلف شروع کر دے۔ تو غلطیاں کرنے والا دوران تلاوت اپنی توجہ کو حفظ کی جانب مبذول کرے گا اور تکلف کرنے والا آواز کی بناوٹ پر۔ اس لیے مراتب قراءت، تدبر قرآن واداء میں بہت اہم ہیں جسے سلف صالحین نے اپنی کتب میں خاص توجہ دی ہے۔

تحسین صوت کا تدبر قرآن میں اثر

نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ خوبصورت آواز اور سب سے بہترین اداوالے تھے۔سیدنا براء بن عازب رضي الله عنہ کہتے ہیں: میں نے اللہ کے رسول ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا آپ نے عشاء کی نماز میں سورۃ "**والتين والزيتون**" پڑھی، میں نے کبھی کسی کو آپ کی آواز کی خوبصورتی سے بڑھ کر نہیں سنا۔[34]

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

> آپ کے نبی مکرم خوبصورت آواز والے تھے ، الفاظ کی حرکات کو لمبا کر کے پڑھتے اور آیت کو دہراتے۔[35]

اسی طرح اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی امت کو بھی حکم دیا ہے اور فرمایا: "**زينوا القرآن باصواتكم!**" قرآن کو اپنی آوازوں سے خوبصورت بناؤ![36] اسی طرح ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ والی حدیث مشہور ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ان کی قراءت کو سنا اور فرمایا: "**لقد اوتی مزمارا**"[37] اسے آل داود کی خوبصورت آوازوں میں سے ایک خوبصورت آواز عطا کی گئی ہے۔اس لیے ادامیں پختہ اور خوبصورت آواز کا حامل قاری صرف آیات ہی کہ تلاوت نہیں کر رہا ہو تا بلکہ وہ آیات کے اندر رچ رہا ہو تا ہے وہ اپنے دل کے تار اور احساسات کو چھیڑ رہا ہو تا ہے وہ تلاوت کو ایسے شیریں بنا دیتا ہے کہ سننے والا کبھی ایسا محسوس کر تا ہے کہ شاید وہ پہلی مرتبہ سن رہا ہے۔اللہ رب العزت نے قرآن کے لیے ترنم، غنا، تغنم اور ترجیع کو مشروع کر دیا ہے سو انسان کا دل طبعی طور پر خوبصورت آواز کی جانب متوجہ ہو جاتا ہے۔

امام ابن القیم فرماتے ہیں:

> انسان کے دل میں خوبصورت آواز کی طرف جھکاؤ رکھ دیا گیا ہے سواسے حرام (موسیقی) کی جگہ قرآن کا غناءعطا فرمایا، جیسے ہر حرام اور مکروہ کی جگہ اس کا بدل حلال کی صورت میں عطا فرمایا۔[38]

تحسین صوت کی اہمیت اس حدیث مبارکہ سے بھی واضح ہوتی ہے : جیسے کہ فرمان نبوی ہے:**ليس منا من لم يتغن بالقرآن**[39] جو شخص قرآن کو خوش آوازی سے نہیں پڑھتا وہ ہم میں سے نہیں۔وہ ہم میں سے نہیں جو قرآن کو غناء، ترنم سے نہیں پڑھتا۔اس کی توضیح میں امام شافعی واحمد رحمھما اللہ نے لکھا ہے کہ اس حدیث کا تعلق حسن صوت اور ترنم سے ہے جس میں کسی قسم کا لحن نہ ہو۔

علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

حدیث میں **التغنی بالقرآن** سے مراد یہ ہے کہ پڑھنے والا قرآن کو باآواز بلند خوبصورت آواز سے پڑھے،اوروہ قراءت جس میں کیفیت حزن، خشوع اور ترنم نہ ہو تو اس میں ایسی تاثیر نہیں ہوتی کہ وہ دلوں تک پہنچے،اس لیئے ایسی قراءت صحیح نہیں ہے۔سو قاری کو چاہیے کہ وہ اپنی آواز کو اچھا بنائے،اس سے لذت محسوس کرے اور آواز کو بلند کر کے پڑھے جب اس کے گرد

لوگ سننے کے لیے جمع ہوں۔ اس لیے تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:"زینوا القرآن باصو اتکم". قرآن کو اپنی آوازوں سے خوبصورت بناؤ۔ سو واضح ہو گیا کہ تحسین صوت کا تدبر قرآن سے گہرا تعلق ہے۔

مقامات موسیقیہ اور تدبر قرآن

مقامات موسیقیہ پر علماء کرام کی طویل ابحاث موجود ہیں اور نتیجہ یہ ہے کہ یہ ناجائز اور قبیح ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے قرآن کو فساق کی طرز پر پڑھنے سے منع فرمایا ہے۔ ویسے بھی موسیقی دل کو نرم کرنے کی بجائے اسے سخت کر دیتی ہے اور نفاق کی جانب لے جاتی ہے۔ جبکہ قرآن دلوں کو نرم کرتا ہے جس سے نصیحت اور عبرت حاصل کی جاتی ہے تاکہ ایمان زیادہ ہو۔ تو کس طرح قرآن کو اپنی طبع کے مخالف طریقہ پر پڑھنا جائز ہو سکتا ہے؟

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

> **"اقرؤوا القران بلحون العرب واصو اتها و اياكم ولحون اهل الكتابين واهل الفسق فانه سيجئ بعدي قوم يرجعون بالقران ترجيع الغناء والرهبانية والنوح لا يجاوز حناجرهم، مفتونة قلوبهم وقلوب من يعجبهم شانهم"**[40]
>
> قرآن کو عربی لب ولہجے میں پڑھو۔ اور بچو تم یہود و نصاری اور فاسقوں کے لہجے میں پڑھنے سے، پس بے شک میرے بعد ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن کو راہبوں کی طرح اور موسیقی کی دھن پر آواز دھرائے جانے کی طرح پڑھیں گے اور وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں گزرے گا۔ ان کے دل اور جو ان کا حال پسند کرتے ہوں گے ان کے دل فتنے کا شکار ہوں گے۔

امام ابن کثیر فرماتے ہیں: آج کل کی جدید آوازیں جن کی تحقیق موسیقی کے اوزان پر ہوتی ہے تو قرآن اس سے پاک ہے۔[41] آج انہی موسیقی کے اوزان کو مقامات کا نام دے دیا گیا ہے اور ان مقامات کو محفلي قراء کے سوا تمام اہل علم نے ناجائز قرار دیا ہے۔ اس لیے آج محافل میں جب ان مقامات موسیقیہ پر تلاوت کی جارہی ہو تو لوگوں میں خشوع وخضوع کے بجائے نعرے واہ واہ اور دکھاوا یا شہرت کی خواہش ہی دیکھی گئی ہے **الا ما شاء الله۔ و نعوذ بالله من هذا العمل۔ اللهم وفقنا لما تحب و ترضى.**

حسن وقف وابتدا کا تدبر قرآن سے تعلق

حسن وقف اور ابتدا کا تدبر قرآن سے گہرا تعلق ہے اور سلف صالحین نے سیکھنے سکھانے اور اجازہ دینے میں اس کی تعلیم کو شرط رکھا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **الترتیل:"معرفة الوقوف و تجويد الحروف"** اس سے حسن وقف کا تدبر سے تعلق واضح ہوتا ہے، جبکہ ترتیل کا تدبر قرآن سے تعلق کو واضح کر چکا ہوں۔ **والحمدلله على ذالک**، حسن وقف اور ابتدا کے چند فوائد ذکر کرتا ہوں جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ حسن وقف وابتدا تلاوت کے حسن کو بڑھا دیتا ہے۔ ۲۔ حسن وقف وابتدا نظم قرآن کا محافظ ہے۔

۳۔ حسن وقف وابتدا سے قرآن کا معانی واضح ہو جاتا ہے اور سامع کے ذہن تک باآسانی پہنچتا ہے۔

اقسام وقف و ابتدا تجوید کی کتابوں میں تفصیلا مذکور ہے۔لہذا طوالت کے پیش نظر یہاں ذکر کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔ حسن وقف وابتدا کی اہمیت اس حدیث مبارکہ سے بھی واضح ہوتی ہے: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

"ان هذا القران انزل على سبعة احرف اقرؤوا ولا حرج ولكن لا تختموا ذكر رحمة بعذاب ولا تختموا ذكر عذاب برحمة"[42]

بے شک یہ قرآن سات حروف پر نازل کیا گیا ہے لہذا تم اسے جس میں چاہو پڑھو لیکن تم رحمت کے ذکر کا اختتام عذاب والی آیت پر نہ کرو اور نہ عذاب کے ذکر کا اختتام رحمت والی آیت پر۔

حسن وقف وابتدا تدبر قرآن کے لیے فکر کو کھینچتا ہے اس لیے آیات میں غیر ضروری وقف درست نہیں۔ سب سے بہتر یہ ہے کہ درمیان آیت میں وقف کی بجائے اختتام آیت پر وقف کیا جائے۔ جیسا کہ حدیث رسول ﷺ سے مروی ہے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: **"كان يقطع قراءته اية اية"** آپ ﷺ ہر ہر آیت الگ الگ پڑھتے تھے۔ **امام جعفر النحاس فرماتے ہیں**: اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ رؤوس الآیات پر وقف فرماتے تھے۔ اس لیے جمہور علماء کا موقف یہ ہے کہ رؤوس الایات پر وقف کرنا سنت ہے۔

مکتوب بحث کا خلاصہ

گزشتہ صفحات میں جو کچھ لکھا ہے قارئین کی آسانی کے لیے اس کا خلاصہ نکات کی صورت میں ذکر کرتا ہوں: ۱. تجوید کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت اس کی خصوصیات میں سے ہے اور یہ قرآن کا وہ اعجاز ہے جو قیامت تک باقی رہنے والا ہے۔ ۲. قراءۃ مجودۃ وہ باب اول ہے جو قرآن کے تدبر و فہم میں اصل ہے اور اس سے عبرت و نصیحت میں وسیلہ مہمہ ہے۔ ۳. تدبر قرآن میں معاون اہم وسائل میں تجوید، ترتیل، تحسین صوت اور حسن وقف و ابتدا شامل ہیں۔ ۴. تدبر قرآن دونوں امتوں پر واجب ہے: امت دعوۃ پر اور امت اجابۃ پر، اور اسی طرح تدبر سے اعراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ تلاوت کی روح ہے۔ اس لیے یہ مومنوں پر بالاولی لازم ہے۔ ۵. خوبصورت آواز اللہ تعالی کا انعام ہے، تلاوت قرآن میں اس کا استعمال درست طریقہ پر کرنا چاہیے۔ جسے علماء نے بیان و مقرر کیا ہے، سو اس لیے اچھی آواز میں کی جانے والی تلاوت دلوں تک پہنچتی اور روح کو تازگی بخشتی ہے۔ ٦. مقامات موسیقیہ قرآن کریم سے فہم و تدبر کے حصول کے بجائے شہرت اور خود نمائی کو مرغب بناتے ہیں اور دلوں پر اثر کرنے کے بجائے انہیں سخت کرتے ہیں۔ ۷. وہ جدید لہجات جن میں عجمی لوگ تلاوت کرتے ہیں ان سے بھی بچنا چاہیے اس لیے کہ وہ لہجات موسیقی سے خوشہ چیں ہیں۔ ۸. صرف انہی لہجات کو اپنانا چاہیے جو عربوں کے ہاں معروف ہوں اور خصوصا حرمین شریفین میں اختیار کیے جاتے ہوں۔ ۹. لہجات کے اختیار میں یہ بات ملحوظ رہنی چاہیے کہ ان میں تطریب یا وہ انداز نہ پایا جاتا ہو جو تجویدی قواعد کے مخالف ہو۔ **اللهم اجعل القرآن لنا حجة لا حجة علينا ۔آمين.**

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] الإسراء،9:17

Al-Isra' 17:9

[2] **مسلم**، مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح** (بیروت: دار احیاء التراث العربی، 1955)، رقم:746، ص:1/513۔

Muslim,Muslim bin Hajjaj, *Al- Jami ul Saheeh*(Berot:Dar Ihyai iturath Alerabi,1955),746,P:513/1.

[3] الإسراء106:17

Al- Isra 17:106

[4] ابن الجزری، محمد بن محمد بن یوسف، **التمهيد في علم التجويد**(الریاض:مکتبۃ المعارف، الطبعۃ:الأولی، 1985)، ص:59

Ibn Al-Jazari, Muhammad bin Muhammad bin Yusuf, *Al-Tamahid fi Ilm al-Tajweed* (Riyadh: Maktaba al-Maarif, Edition: First, 1985), p.59

[5] الطبراني، سلیمان بن أحمد، **المعجم الكبير**(الریاض:**دار الصميعي ، الطبعة الأولى**،1994)، رقم:**8596**

Al-Tabarani, Sulaiman ibn Ahmad, *Al-Mu'jam al-Kabeer* (Riyadh: Dar al-Sami'i, first edition, 1994), number: 8596

[6] الامام ابن حنبل، احمد بن محمد بن حنبل، **مسند** (مؤسسة الرسالة، الطبعة: الأولى، 2001م)، رقم:832

Al-Imam Ibn Hanbal, Ahmad Ibn Muhammad Ibn Hanbal, *Musnad* (Muassasar Al-Risala, Edition: First, 2001 AD), Number: 832

[7] المؤمنون68:23

Al-Mu'minun 23:68

[8] النساء82:4

Al-Nisaa 4: 82

[9] محمد24:47

Muhammad 47:24

[10] المؤمنون68:23

Muhammad 47:24

[11] ص29:38

Saäd 38: 29

[12] النحل64:16

Al-Nahl 16:64

[13] ص29:38

Saád 38: 29

[14] البقرة129:2

Al-Baqarah 2:129

[15] مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح** ، رقم:2699، ص:4/2074۔

Muslim, Muslim bin Hajjaj, *Al-Jami al-Sahih*, Number: 2699, p2074/4.

[16] ابو داود، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود** (دارالرسالۃ العالمیۃ، ط: الاولی، 2009)، ص:202/7، رقم:4830

Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath, *Sunan Abi Dawud* (Dar al-Rasala al-Alamiya, E: First, 2009), p.: 7/202, number: 4830

[17] سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود**:837

Sulaiman bin Ashas, *Sunan Abi Dawud*: 837

[18] الشعراء26:195-193

Al-Shaara'a 26: 193-19

[19] ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن** (دارالرسالۃ العالمیۃ، 2009)، ص:699/4، رقم:8780۔

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid, *Al-Sunan* (Dar al-Rasala al-Alamiya, 2009), p: 699/4, Number:8780.

[20] ابن ماجہ، محمد بن یزید، **السنن**، ص:1/98، رقم:139

Ibn Majah, Muhammad bin Yazid, *Al-Sunan*, p: 1/98, number: 139

[21] ابن الجزری، محمد بن محمد، **النشر فی القراءات العشر**، ناشر: **المطبعة التجارية الكبرى**، سن:2009، ص:212

Ibn al-Jazri, Muhammad bin Muhammad, *Al-Nashr fi al-Qarayat al-Ashhar*, Publisher: Al-Mutabat al-Tajariyat al-Kabri, year: 2009, p: 212

[22] القیامۃ75:19-16

Al-Qayamah 75: 16-19

[23] الدانی، عثمان بن سعید، التحدید فی الاتقان والتجوید (اردن: دار عمار، سن 2000)، ص 80، ت: غانم قدوری

Al-Dani, Uthman bin Saeed, *Al-Tahdid fi al-Iqtan and Tajweed* (Jordan: Dar Ammar, year 2000), p. 80, edited by Ghanim Qaduri.

[24] البقرة 2:121

Al-Baqarah 2:121

[25] ابن جریر، محمد بن جریر، جامع البیان عن تاویل آیة القرآن، مؤسسة الرسالہ، 2010، ص: 2/489

Ibn Jarir, Muhammad Bin Jarir, *Jami Al-Bayan An Taweel Ay Al-Qur'an*, Musisat al-Rasala, year: 2010, p: 2/489

[26] غزالی، محمد بن محمد، احیاء علوم الدین، دار ابن حزم، سن: 1900، ص: 1/287

Ghazali, Muhammad bin Muhammad, *Ahiya Uloom al-Din*, Dar Ibn Hazm, year: 1900, p: 287/1

[27] الدانی، التحدید فی الاتقان والتجوید، ص 77

Al-Dani, *Al-Tahdid fi al-Iqtan and Tajweed*, p. 77.

[28] الإسراء: 106

Al-Israa: 106

[29] مسلم بن حجاج، الجامع الصحیح، رقم: 733، ص: 1/507۔

Muslim, Muslim bin Hajjaj, *Al-Jami al-Sahih*, Number: 733, p: 1/507.

[30] ابن ماجہ، السنن، ص: 2/374، رقم: 1353

Ibn Majah, *Sunan*,p: 2/374, number: 1353.

[31] ترمذی، محمد بن عیسی، الجامع الکبیر (بیرت: دار لغرب الاسلامی، ط: اولی، سن: 1996)، رقم: 2910

Tirmidhi, Muhammad bin Isa, *Aljami al-Kabeer* (Bayrot: Dar al-Gharb al-Islami, E. 1, Year: 1996), Number: 2910

[32] ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، ص: 209

Ibn al-Jazri, *Al-Nashr fi Al-Qarayat al-Ashhar*, 209

[33] ابن الجزری، النشر فی القراءات العشر، ص: 210

Ibn al-Jazri, *Al-Nashr fi Al-Qarayat al-Ashhar*, 210

[34] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح (دمشق: دار ابن کثیر، سن: 1993) رقم: 719

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, *Al-Jaami al-Sahih* (Damascus: Dar Ibn Kathir, Year: 1993) Number: 719

[35] ابن ابی مریم، نصر بن علی، **الموضح فی وجوه القراءات وعللها**، ناشر: الجماعۃ الخیریۃ لتحفیظ القرآن، جدہ، 1993، ص: 1/155

Ibn Abi Maryam, Nasr Ibn Ali, *Al-Muwazzih fi Wajoh al-Qira'at w Illaliha*, Publisher: Al-Jama'a Al-Khairyyah for Taffiz al-Qur'an, Jeddah, 1993, p. 1/155

[36] مسلم بن حجاج، **الجامع الصحیح**، رقم: 792

Muslim, Muslim bin Hajjaj, *Al-Jami al-Sahih*, Number: 792

[37] ابو داود، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود** (دار الرسالۃ العالمیۃ، ط: الاولی، 2009)، ص: 3/39، رقم: 1590

Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath, *Sunan Abi Dawud* (Dar al-Rasalat al-Alamiya, Edition: First, 2009), p: 3/39, number: 1590

[38] ابن قیم، محمد بن ابی بکر، **زاد المعاد فی ہدی خیر العباد**، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، سن: 2015، ص: 462

Ibn Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, *Zad al-Ma'ad fi Hadi Khair al-Abad*, Publisher: Musisat al-Rasala, year: 2015, p: 462

[39] بخاری، **الجامع الصحیح**، ص: 6/2737، رقم: 7089

Al-Bukhari, *Al-Jaami al-Sahih,* p: 6/2737, Number: 7089

[40] طبرانی، سلیمان بن احمد، **المعجم الاووسط** (قاہرہ: دار الحرمین، سن: 1995، ص: 7/183، رقم: 7223

Tabrani, Sulaiman bin Ahmad, *Al-Mu'jam al-Awsat* (Cairo: Dar al-Harameen, year: 1995, p: 7/183, number: 7223

[41] ابن کثیر، اسمعیل بن عمر، **فضائل القرآن** (قاہرہ: مکتبۃ ابن تیمیۃ،، سن: 1416ھ)، ص: 59

Ibn Kathir, Ismail Ibn Umar, *Fazaël al Qur'an* (Cairo: Ibn Taymiyyah, p year: 1416 AH), p.59

[42] ابو داود، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داود** (دار الرسالۃ العالمیۃ، ط: الاولی، 2009)، رقم: 3110

Abu Dawud, Sulaiman bin Ash'ath, Sunan Abi Dawud (Dar al-Rasalat al-Alamiya, vol.First, 2009), number: 3110